جاوید غامدی صاحب سے ساحل کی خط وکتابت: پراسرار خاموشی کیوں؟

محترم ومکرم جاوید غامدی صاحب، سلام مسنون

ممتاز محقق اور ماہنامہ الشریعۃ کی مجلس مشاورت کے رکن جناب شبیر میواتی صاحب گزشتہ دنوں کراچی تشریف لائے تھے۔ انھوں نے جناب عمار ناصر صاحب فیلو المورد کے حوالے سے بتایا کہ عمار ناصر صاحب نے بذات خود آپ سے ''غامدی'' کا مفہوم دریافت فرمایا تو آپ نے جواباً ارشاد کیا ''مجھے اصلاحی نام بہت اچھا لگتا تھا اور میں امین احسن کے تتبع میں اسے اپنے نام کا حصہ بنانا چاہتا تھا لیکن مدرسۃ الاصلاح سے فارغ التحصیل نہ تھا اس لیے اس نام کو استعمال کرنے کا مجاز نہ تھا۔ لہٰذا اصلاحی کے مترادف کے طور پر میں نے غامدی لفظ کو اپنے نام کا حصہ بنالیا''۔ آپ کا یہ بیان اس موضوع پر آپ کا پانچواں موقف ہے لیکن اصلاحی اور غامدی اور مصلح اور غامدی میں زبان بیان کا کوئی رشتہ کلام عرب لغات عرب میں تلاش کے باوجود نہیں مل سکا۔ ممکن ہے یہ بھی آپ کی نادر تحقیقات وتفردات یا ارتقاء زبان کا کوئی زینہ ہو، ان تحقیقات سے ہم جیسے نیاز مند تو محروم ہیں۔

جناب نواز اعوان صاحب نے کل پروفیسر عبدالقدیر سلیم صاحب کے حوالے سے ایک عجیب روایت سنائی۔ کراچی کی کسی علمی مجلس میں آپ نے بعض عربی الفاظ واصطلاحات کی تشریحات پیش کیں تو سامعین میں سے ایک عالم نے کھڑے ہوکر آپ کو ٹوک دیا اور بتایا کہ آپ کا موقف عربی زبان و بیان اور لغت کے اعتبار سے غلط ہے۔ انہی عالم نے لسان العرب تاج العروس، المنجد، معجم مقابیس اللغۃ، القاموس، قرطبی، زمخشری، لسان العرب، ابن کثیر، جوہری، صاحب الصحاح، ابن منظور، صاحب اللسان، اصمعیات، سبع معلقات، البیان والتبین، الکامل، جمہرۃ اشعار العرب، مختارات، مفضلیات کے زبانی حوالے اپنے موقف کے حق میں فی البدیہہ پیش کیے تو آپ نے نہایت تعقر، تملق، تکبر سے ارشاد فرمایا کہ ان کتابوں کی تصحیح کر لیجیے اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے ان کتب میں درج کر دیجیے''۔ آپ کا یہ کبر سن کر اور دیکھ کر پروفیسر عبدالقدیر سلیم بے ساختہ پکار اٹھے کہ ''اللہ اکبر ایک عجمی کی یہ شان کہ اہل عرب کو غلط کہہ دے یہ بڑی جسارت کی بات ہے''۔ کیا یہ واقعہ درست ہے؟ کیونکہ اس کے راوی پروفیسر عبدالقدیر سلیم، ڈاکٹر منظور احمد، ریکٹر اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے حلقہ احباب کے فرد فرید ہیں اور اپنے علم وفضل کے اعتبار سے کراچی کے علمی حلقوں میں ثقہ راوی سمجھے جاتے ہیں۔ براہ کرم جلد از جلد ان امور کے سلسلے میں اپنا نقطہ نظر بیان فرمایے تاکہ اسے ساحل میں شامل کیا جاسکے۔ اپریل کے ساحل کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا ہے اور اب مئی کا ساحل بھی حاضر ہے۔ ان دونوں رسالوں کے جواب میں اگر آپ یا آپ کے شاگردوں میں سے کوئی صاحب نقد کرنا چاہیں تو ساحل کے صفحات حاضر ہیں۔ یہ نقد ۵/جون ۲۰۰۷ء تک موصول ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ یہ نقد جولائی کے رسالے میں شامل ہو سکے گا۔ بشرطیکہ آپ ۵/جولائی ۲۰۰۷ء تک نقد ارسال فرمادیں۔ ساحل کے مباحث کے سلسلے میں آپ اگر محاضرات، گفتگو، تبادلہ، افکار کے لیے آمادہ ہوں تو مطلع فرمایے۔ [مولوی محمد طارق، ۱۷/مئی ۲۰۰۷ء]

برادر مکرم ومحترم جناب جاوید غامدی صاحب! سلام مسنون

مئی کے ساحل کے جواب میں آپ کا دوسطری خط موصول ہوا، جس میں آپ نے اپنے معمول سے ہٹ کر یہ موقف اختیار فرمایا کہ آپ اپنا کام کریں میں اپنا کام کر رہا ہوں۔ آج لاہور سے آپ کے حلقہ احباب کے کسی فرد نے مجھے فون پر اطلاع دی کہ ہم ساحل اپریل اور مئی کا جواب عدالتی اور قانونی چارہ جوئی کے ذریعے دیں گے۔ ساحل آپ کی قانونی مہم جولائی کا خیر مقدم کرتا ہے۔ جب دلیل، مکالمے، مباحثے کے لیے الفاظ ختم ہو جائیں تو پھر لوگ قانون کی پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ تمام جدیدیت پسند مکاتب فکر کی آخری پناہ گاہ قانون کا جالا ہوتا ہے۔ غالباً آپ کو یاد ہوگا کہ سال گزشتہ روزنامہ جسارت نے جیو کی عریانی، فحاشی کے خلاف مہم شروع کی جس کے جواب میں جیو نے عدالت عالیہ سندھ سے حکم امتناعی حاصل کر لیا لیکن کیا یہ امتناع اس بات کی ضمانت اور شہادت بھی ہے کہ جیو عریانی فحاشی نہیں پھیلا رہا؟ میرے خیال میں جیو کا ''آگ'' جو کچھ پیش کر رہا ہے فتنہ غامدی بھی اس

کی شرعی تاویل سے قاصر ہے۔کل تک آپ کا موقف تھا کہ آپ اپنا کام کریں میں اپنا کام کر رہا ہوں،کل تک آپ نے فیصلہ تاریخ کے سپرد کیا تھا آج آپ یہ فیصلہ عدالت کے سپرد کر رہے ہیں۔ یہ بھی غالباً آپ کے فکری ارتقاء کے مراحل ہیں جو مسلسل حالت ارتقاء میں ہیں۔ساحل آپ کی قانونی چارہ جوئی کا خیر مقدم کرتا ہے کیونکہ آپ نے دلیل کے میدان میں شکست تسلیم کر لی ہے۔ یہ اعتراف شکست آپ کو مبارک ہو۔ بہرحال ساحل کے صفحات آئندہ بھی آپ کے موقف کی اشاعت کے منتظر ہوں گے۔ ساحل آپ کی خدمت میں جلد چھ سو استفسارات پیش کر رہا ہے۔امید ہے آپ ان سوالات کے جواب سے ہمیں محروم نہ رکھیں گے اور کم از کم سوالات کے سلسلے میں عدالت عالیہ سے رجوع کر کے حکم امتناع کے حصول کی کوشش نہ کریں گے۔[مولوی طارق، ۲۳ر مئی ۲۰۰۷ء]

برادر مکرم و محترم جناب جاوید غامدی صاحب، سلام مسنون

ساحل اپریل اور مئی ۲۰۰۷ء کے جوابات آپ کی جانب سے آج مورخہ ۲۸ر مئی ۲۰۰۷ء تک موصول نہیں ہوئے۔عموماً ساحل ۲۸ر مئی کو طباعت کے لیے مطبع بھیج دیا جاتا ہے لیکن آپ کے جوابات کے انتظار کے باعث ہم اس مرتبہ بھی ۵ر جون ۲۰۰۷ء تک رسالے کی طباعت سے احتراز کریں گے۔ اگر ۵ر جون ۲۰۰۷ء تک آپ کے جوابات موصول نہ ہوئے تو رسالہ طباعت کے لیے بھیج دیا جائے گا۔اس کے بعد ہم ۵ر جولائی ۲۰۰۷ء تک آپ کے جوابات کا انتظار کریں گے۔آج آپکے حلقہ متوسلین سے کسی صاحب کا فون موصول ہوا۔انھوں نے نہایت شائستہ اور نستعلیق لہجے میں انتباہ فرمایا کہ ساحل نے اپریل اور مئی میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خمیازہ اٹھانا پڑے گا۔ساحل کو معافی بھی مانگنی ہوگی اور دس کروڑ روپے ہرجانہ بھی ادا کرنا ہوگا۔ان کی تنبیہہ کے باعث راقم آپ کو درج ذیل سطور لکھنے پر مجبور ہوا جس کے لیے پیشگی معذرت قبول فرمایے۔اس امت کے اکابرین کی مذمت اور تردید میں آپ نے گزشتہ بیس برسوں سے جو لب ولہجہ اختیار فرمایا ہے کیا وہ اسلامی روایت کے مطابق ہے؟ برہان میں آپ نے بڑے بڑے علماء و فضلاء کا ذکر جس حقارت سے کیا ہے ٹی وی کے پروگراموں میں آپ اکابرین کو جس طرح رد فرماتے ہیں،کبھی آپ نے اس پر امت کے سامنے معذرت پیش فرمائی۔ معاملہ صرف یہیں ختم نہیں ہوتا ہم نے تو یہ بھی دیکھا ہے کہ آپ اپنی تحریروں میں مولانا اصلاحی کو صرف امین احسن اور امام فراہی کو بسا اوقات صرف فراہی لکھتے ہیں گویا اکابرین کی توہین و تضحیک آپ کے معمولات کا حصہ اور تحقیق کا روزمرہ ہے۔ ریحان افضال کو قومی ڈائجسٹ کے لیے انٹرویو دیتے ہوئے آپ نے نواسہ رسول اور سید الشباب اہل الجنہ حضرت حسینؓ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اپوزیشن کے ساتھ انھوں نے کیا سلوک کیا، جن لوگوں نے ان کے خلاف تنقید کی وہ اسی طرح رہے، جن لوگوں نے ان کے خلاف اقدامات کیے ان کے خلاف انھوں نے کارروائی ضرور کی بالخصوص بغاوت کے ایک اقدام کے جواب میں انھوں نے جو کارروائی کی اس کے بدلے میں آج تک انھیں گالیاں پڑ رہی ہیں۔سوال یہ ہے کہ اگر آج کے دور میں بھی کسی علاقے میں بغاوت ہو جائے تو آپ کی موجودہ حکومت کیا کرے گی۔ مثال کے طور پر آج اگر کراچی میں ایم کیو ایم یا لاہور میں جماعت اسلامی بغاوت کر دے تو آپ کی موجودہ حکومت کیا کرے گی؟[ساحل، ص۶۲، مئی ۲۰۰۷ء]

شہادت حضرت حسینؓ پر ریحان افضال کے توہین آمیز سوالات کے جواب میں آپ نے ارشاد کیا:

سوال: بات یہ ہے کہ ایک واقعہ میں اگر کوئی مسلح ہو کر آتا ہے......؟

غامدی: میں کہتا ہوں کہ ایسے لاکھوں واقعات ہیں کہ لوگوں نے اس معاملے میں انتہا کر دی لیکن حکومت نے ایسے عفو و درگزر سے کام لیا جس کی مثال نہیں ملتی۔

سوال: اگر کوئی کہتا ہے کہ مجھے واپس چلے جانے دیں یا حکمران سے مل کر بات کرنے دیں اور پھر آخر میں ملک بدر کر کے چلے جانے دیں یہ انتہا ہے، پسپائی کی اور پر امن رہنے کی اس پر بھی حکومت اگر ایسا بڑا جبر کرے تو یہ جمہوری یا اخلاقی اقدار کی کون سی قسم ہے؟ [انٹرویو کرنے والا شہادت حضرت حسینؓ نواسہ رسالت مآبؐ کے پس منظر میں سوال پوچھ رہا ہے، ساحل]

[بقیہ صفحہ ۹۴ پر ملاحظہ کیجیے]